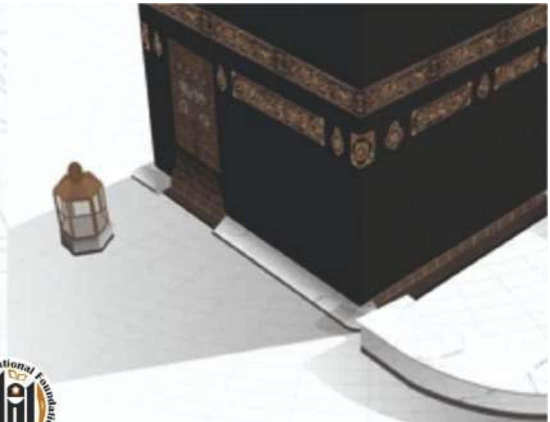

عشرۂ ذوالحجۃ

کیسے گزاریں؟

وعظ

حضرت اقدس مولانا مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم

شیخ الحدیث و سابق صدر مفتی جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین، ڈابھیل

www.afif.in

الفلاح انٹرنیشنل فاؤنڈیشن

Al Falah International Foundation

اقتباس

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ہمارے حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سنایا کہ گائے کی قربانی کرتے تھے، تو اس گائے کو اپنے پاس بٹھا کر کھلاتے تھے اور روزانہ اس کو دودھ جلیبی کھلاتے تھے، جب مدرسے میں پڑھانے کے لیے جاتے تو وہ گائے ساتھ ساتھ آتی تھی، آپ درس گاہ میں جاتے، وہ باہر بیٹھی رہتی، پڑھا کر نکلتے، پھر ساتھ میں آتی اور گھر جاتی۔ عید کے دن جب قربانی کا وقت آتا تو روتے جاتے، آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے اور اس کو ذبح کرتے۔ گائے کے ساتھ ایسا تعلق ہو جاتا۔

اور پھر اسی دن آئندہ سال کے لیے دوسری خریدتے، اور سال بھر اس کی خدمت کرتے۔ ہم تو آدھے گھنٹے کے لیے بھی خدمت کے لیے تیار نہیں، دوسرے کے گھر بندھوا دیتے ہیں اور چارے کے نام سے دو تنکے بھی ڈالنے کے روادار نہیں ہوتے۔ خیر! اللہ تعالیٰ اس قربانی کو قبول کرے۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

الحمدللّٰه نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا، ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا، ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا، من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلله فلا هادي له، ونشهد أن لا إلٰه إلا الله وحده لا شريك له، ونشهد أن سيدنا ومولانا محمداً عبده ورسوله، أرسله إلىٰ كافّة الناس بشيراً ونذيراً، وداعياً إلى الله بإذنه وسراجاً منيراً، صلّى الله تعالىٰ عليه وعلىٰ آله وأصحابه وبارك وسلّم تسليماً كثيراً كثيراً. أما بعد:

فَأَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ: ﴿وَالْفَجْرِ ۝١ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۝٢﴾ [الفجر]

وقال تعالىٰ: ﴿وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ﴾ [الحج ۲۸]

وقال تعالىٰ: ﴿إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِندَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ﴾ [التوبة ۳۶]

وقال تعالىٰ: ﴿الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُومَاتٌ﴾ [البقرة ۱۹۷]

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَا مِنْ أَيَّامٍ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيهَا أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنْ هَذِهِ الْأَيَّامِ يَعْنِي أَيَّامَ الْعَشْرِ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ؟ قَالَ: وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ، فَلَمْ

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

يَرْجِعْ مِنْ ذَلِكَ بِشَيْءٍ[۱] . أو كما قال عليه الصلاة والسلام.

اشہر حرم اور یوم عرفہ و یوم النحر

آج ذوالحجہ کا مہینہ شروع ہو چکا، یہ ذوالحجہ کی پہلی شب ہے، یہ اسلامی کیلنڈر کا آخری مہینہ ہے۔ ان میں شوال، ذوالقعدۃ اور ذوالحجہ یہ حج کے مہینے کہے جاتے ہیں اور ذوالقعدۃ، ذوالحجہ، محرم اور رجب یہ اشہر حرم کہلاتے ہیں۔ ابھی آپ کے سامنے جو آیت پڑھی گئی اس میں ان کا تذکرہ ہے۔ حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے زمانے سے ان کے لیے مخصوص احکام تھے، ان کا خاص ادب واحترام لازم کیا گیا تھا، ان دنوں آپس میں کوئی جنگ نہیں کی جا سکتی تھی، کچھ پابندیاں عائد کی گئی تھیں۔

اسی ذوالحجہ کی ۹؍تاریخ کو یوم عرفہ کہا جاتا ہے۔ ۱۰؍تاریخ کو یوم النحر (قربانی کا دن) کہا جاتا ہے۔ ویسے قربانی کے تین دن ہیں، البتہ پہلے دن کو دوسرے دو دنوں کے مقابلے میں افضل قرار دیا گیا ہے۔ اسی ۱۰؍ ذوالحجہ کو قرآن کریم میں ﴿يَوْمُ ٱلْحَجِّ ٱلْأَكْبَرِ﴾ کہا گیا ہے۔

اے اللہ! تو گواہ رہنا

نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر خطبے میں حضراتِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سامنے فرمایا: أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟ کیا میں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام تم تک پہنچا دیا؟ صحابہ

---

۱ سنن أبي داود، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما، كِتَاب الصَّوْمِ، بَابٌ فِي صَوْمِ الْعَشْرِ، ر:۲٤۳۸.

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

رضی اللہ عنہم نے جب اس کا اقرار کیا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو گواہ بناتے ہوئے فرمایا: اللّٰهُمَّ اشْهَدْ[1] (اے اللہ! تو گواہ رہ) یہ لوگ اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ میں نے تیرا پیغام ان تک پہنچایا۔

ایامِ حج اور ایامِ تشریق کی تعداد اور تعیین

اسی ذوالحجہ کے ۵/دن: ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ایامِ حج کہے جاتے ہیں، اسی ذوالحجہ کے ۱۱، ۱۲، ۱۳ تین دن ایامِ تشریق کہے جاتے ہیں۔ چوں کہ ہمارے معاشرے اور سوسائٹی میں ذوالحجہ کے ان بابرکت ایام کو ان کے متعلق وارد فضائل کے مطابق جس طرح وصول کرنا چاہیے، ویسا نہیں کیا جاتا۔

حج کے دو ہی رکن......

حج میں دو ہی رکن ہیں: (۱) وقوفِ عرفات (۲) طوافِ زیارت، وقوفِ عرفات کا وقت طے شدہ ہے، وہ ۹/ذی الحجہ کے زوال کے بعد ظہر سے ۱۰/ذی الحجہ کی صبح صادق تک ہے۔ گویا اتنے وقت میں کوئی آدمی عرفات میں ٹھہر جائے، تو اس کا فریضہ ادا ہو جائے گا، اور اس کا حج معتبر قرار دیا جائے گا۔

ولیال عشر سے کیا مراد ہے؟

اس میں دوسری قَسم ﴿وَلَيَالٍ عَشْرٍ﴾ ہے۔ دس راتوں کی قسم سے کیا مراد ہے؟

---

(۱) صحیح البخاری، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، كِتَابُ الحَجِّ، بَابُ الخُطْبَةِ أَيَّامَ مِنًى، ر:۱۷۴۱.

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما۔جن کی باتیں قرآن پاک کی تفسیر کے سلسلے میں مستند سمجھی جاتی ہیں،آپ امام المفسرین ہیں،امام بخاریؒ بھی جگہ جگہ ان کے اقوال نقل فرماتے ہیں۔فرماتے ہیں کہ اس سے ذوالحجہ کا پہلا عشرہ مراد ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اس پہلے عشرے کی قسم کھائی۔

اس قسم کھانے سے پہلے عشرہ کی اہمیت،عزت اور شرف کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔چناں چہ بہت سے بڑے بڑے مفسرین نے اسی کو راجح قرار دیا ہے:حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، مجاہدؒ،ضحاکؒ،حافظ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں اسی کو صحیح قرار دیا ہے [۱]تفسیر کے دیگر ائمہ بھی اسی کو اختیار کرتے ہیں۔

سید الایام وسید اللیالی

سال کے دنوں میں کون سے دن سب سے افضل ہیں؟ حضراتِ علماء کے درمیان یہ موضوع بحث بنا۔دو عشرے ہیں:(۱) رمضان کا آخری عشرہ (۲) ذوالحجہ کا پہلا عشرہ۔ ان دو میں افضل کون؟ علامہ ابن تیمیہؒ نے اس سلسلے میں فیصلہ کن بات فرمائی،اور عام طور پر اہل علم اسی کو اختیار کرتے ہیں کہ دنوں میں ذوالحجہ کے دس دن افضل ہیں اور راتوں میں رمضان کی دس راتیں افضل ہیں۔چوں کہ دنوں میں عرفہ کا دن ان ہی دس دنوں میں آتا ہے اور عرفہ کے دن کو سید الایام (سال کے تمام دنوں کا سردار) کہا گیا ہے،سال کے تمام دنوں کا سردار اِن دس دنوں میں آتا ہے،لہٰذا یہ دس دن رمضان کے

① تفسیر ابن کثیر: ۳۹۰/۸

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

دس دن سے بھی افضل اور راتوں میں سید اللیالی (راتوں کی سردار، یعنی لیلۃ القدر) رمضان کی ان دس راتوں میں آتی ہے، اس لیے وہ افضل۔

اتنی فضیلت کیوں......؟؟؟

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے کلام کیا ہے کہ ان دنوں کو اتنی فضیلت کیوں حاصل ہے؟ چناں چہ اس کی وجہ پر گفتگو کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ دن ایسے ہیں کہ اسلام کی ساری عبادتیں ان دنوں میں ادا ہوسکتی ہیں، ان دنوں میں حج، قربانی، روزہ (اگر رکھنا چاہیں تو)، عمرہ (اگر کرنا چاہیں تو)۔ غرض ہر نیکی کا کام کیا جا سکتا ہے۔ جب کہ رمضان جیسا رمضان!!! کوئی اس میں حج کرسکتا ہے؟ دیکھو! رمضان کے روزے فرض کیے، لیکن کوئی آدمی فرض کے سوا نفل روزے سال میں پانچ دنوں کو چھوڑ کر جب چاہے رکھ لے۔ اللہ تعالیٰ نے پانچ وقت کی نماز فرض کی ہے، ان کے علاوہ مکروہ اوقات کے علاوہ میں نفل نماز جب چاہے پڑھ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حج فرض کیا، لیکن نفل حج بھی آدمی دیگر ایام میں ادا نہیں کرسکتا!!! وہ بھی حج کے دنوں میں ہی کرسکتا ہے۔ حج ایک ایسی عبادت ہے جو انہی دنوں میں ادا ہوسکتی ہے، دیگر ایام میں نہیں!!! مکہ میں رہتے ہوئے بھی، کوئی آدمی منیٰ میں جائے، عرفات میں جائے کنکریاں مارے، کچھ بھی نہیں ہوگا۔ جو اوقات مقرر ہیں، ان میں یہ افعال کرے گا تبھی حج ادا ہوگا، ورنہ نہیں۔

قربانی کے ایام

قربانی۔جس کو اضحیہ کہتے ہیں۔کے ۱۰/۱۱/اور ۱۲ تین دن ہیں۔ یہ ایک ایسا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

عمل ہے کہ ان تین دن کے علاوہ سال بھر میں کبھی نہیں کر سکتے۔ ہدی الگ ہے، ہمارے یہاں دونوں کے لیے قربانی بولا جاتا ہے۔عید کے موقع پر جو قربانی ہوتی ہے اس کو عربی میں ''اضحیہ'' کہتے ہیں، اور حاجی لوگ جو کرتے ہیں، وہ ہدی کہلاتی ہے اور ہم اردو میں دونوں کو قربانی کہتے ہیں۔لیکن حقیقت میں اس قربانی۔ جو حضرت ابراہیمؑ کی سنت ہے۔کے تین دن مقرر ہیں، ۱۰/۱۱/ ۱۲۔آپ دنیا کے کسی بھی کونے میں جائیں، ان تین دنوں کے علاوہ قربانی نہیں ہوسکتی۔

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ یہ عشرہ ایسا ہے کہ آدمی ساری عبادتیں اس میں ادا کرسکتا ہے، جب کہ اس عشرے کے علاوہ سال بھر میں دوسرا کوئی عشرہ ایسا نہیں ملے گا۔رمضان کے عشرے کی فضیلت اپنی جگہ پر؛ لیکن اس میں حج اور قربانی ادا نہیں ہوسکتی۔اس عشرے کی اسی فضیلت کے پیش نظر ان دس دنوں میں ہمارے اکابر کے یہاں عبادت کا بڑا اہتمام تھا۔

بچپن کا رواج

ہم لوگ عبادات کے معاملے میں بھی رسم و رواج کے پابند ہیں۔بچپن سے یہ سلسلہ چلا آرہا ہے کہ شبِ براءت میں عبادت کریں گے، حالاں کہ شبِ براءت کے سلسلے میں حدیث میں جو روایات وارد ہوئی ہیں، وہ اتنی اونچی اور صحت کے درجے کو پہنچی ہوئی نہیں ہیں اور ایک بہت بڑی جماعت آج ایسی ہے، جو شبِ براءت کو کسی بھی حال میں ماننے کے لیے تیار نہیں ہے، جیسے: غیر مقلدین کی جماعت۔اور جن روایات

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

سے شب براءت کے فضائل ثابت ہوتے ہیں وہ حسن لغیرہ ہیں۔

جن احادیث سے احکام ثابت ہوتے ہیں ان کے چار درجے بتائے ہیں: صحیح لعینہ، صحیح لغیرہ، حسن لعینہ، حسن لغیرہ، تو دلیل کے اعتبار سے جو روایات آخری درجے کی ہیں، ایسی روایات سے شبِ براءت کی عبادت کی فضیلت ثابت ہوتی ہے، اس کا ہم اتنا اہتمام کرتے ہیں!!!، گھروں میں بھی عورتیں جاگیں گی، لوگ بھی جاگیں گے اور اس عشرے کا کوئی اہتمام ہی نہیں!!!۔

شبِ معراج کی کوئی فضیلت نہیں

ایک سلسلہ تو ایسا ہے جس کا کوئی وجود ہی نہیں، جیسے: شب معراج۔ معراج تو مسجدِ حرام سے بیت المقدس تک ہوئی ہے، جس کو اسراء کہتے ہیں، اس کا تذکرہ تو قرآن میں بھی ہے: ﴿سُبْحَٰنَ ٱلَّذِىٓ أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِۦ لَيْلًا مِّنَ ٱلْمَسْجِدِ ٱلْحَرَامِ إِلَى ٱلْمَسْجِدِ ٱلْأَقْصَا ٱلَّذِى بَٰرَكْنَا حَوْلَهُۥ لِنُرِيَهُۥ مِنْ ءَايَٰتِنَآ﴾ [الإسراء۱] اور اس کے آگے دوسرا پارٹ (part) بیت المقدس سے لے کر اوپر آسمانوں میں، اس کا قرآن میں تذکرہ نہیں؛ البتہ بخاری وغیرہ میں اس کا تذکرہ موجود ہے۔ اور نماز جیسی عبادت بھی اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر عطا فرمائی، وہ سب اپنی جگہ ٹھیک ہے، ثابت ہے لیکن معراج کب ہوئی؟ اور معراج کی رات کی کوئی خاص فضیلت ہے؟ آپ احادیث کے پورے ذخیرہ کو اٹھا کر دیکھ لیجیے! شب قدر کی فضیلت ہے، شب براءت کی فضیلت ہے، ایسی معراج کی رات کی کوئی فضیلت آپ کو قرآن یا حدیث میں نہیں ملے گی۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

عبادت میں رسم ورواج کے پابند

معراج کب ہوئی؟ آپ سیرت کی کتاب اٹھا کر پڑھ لیجیے! مہینہ ہی متعین نہیں ہے کوئی ایک مہینہ بتلا رہا ہے، تو کوئی دوسرا مہینہ بتلا رہا ہے۔ پھر تاریخ میں بڑا اختلاف ہے!! ۲۷؍رجب لوگ طے کر بیٹھے ہیں اور اس میں عوام روزہ بھی رکھتے ہیں، ان کے نزدیک اس کا نام بھی ہزاری روزہ ہے، یعنی اس ایک روزہ کا ثواب ہزار روزہ کے برابر!، حالاں کہ اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اس کا اہتمام ہوتا ہے اگر چہ نہیں کرنا چاہیے، لیکن ہو رہا ہے اور ذوالحجہ کا عشرہ، اتنے مبارک دن، اس کا اتنا اہتمام ہمارے بڑوں نے کیا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے کیا، اسلاف نے کیا، آج ہم عبادت کے معاملے میں رسم ورواج کے پابند ہو گئے ہیں۔

پہلی آزمائش

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کی بڑی آزمائش فرمائی، اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں: ﴿وَإِذِ ٱبْتَلَىٰٓ إِبْرَٰهِـۧمَ رَبُّهُۥ بِكَلِمَـٰتٍ فَأَتَمَّهُنَّ﴾ [البقرۃ۱۲۴]: اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کو چند چیزوں سے آزمایا، ان سب امتحانوں میں حضرت ابراہیمؑ کامیاب ہوئے۔

پہلا امتحان تو اپنی قوم کے ساتھ ہوا، جہاں پیدا ہوئے، وہ قوم ہی بتوں کی پوجا کرتی تھی، ابّا کے ساتھ بھی جھگڑے ہوئے، مناظرے ہوئے، قوم کو بھی بہت سمجھایا لیکن نہیں مانی تو ایک موقع پر حضرت ابراہیمؑ نے ان کے بتوں کو بھی توڑ ڈالا، اس پر قوم

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نے ناراض ہوکر آپ کو آگ میں ڈالنے کا فیصلہ کیا، یہ پہلی آزمائش تھی۔

عجیب بات ہے کہ جب ان کو آگ میں ڈالنے کے لیے سب تیاریاں مکمل ہو گئیں، اور آگ میں ڈالا جا رہا تھا تو حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام سے پوچھتے ہیں: میرے لائق کوئی خدمت؟ یعنی میں اس موقع پر آپ کی کوئی مدد کرسکتا ہوں؟ فرمایا: مجھے تم سے کچھ نہیں کہنا ہے، میرا اللہ میرے حال سے واقف ہے۔ ان کی پیشکش تھی پھر بھی ان کی مدد نہیں لی، پھر قوم نے ان کو آگ میں ڈالا، اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے آگ کو باغ بنا دیا: ﴿قُلْنَا يَٰنَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَٰمًا عَلَىٰٓ إِبْرَٰهِيمَ ﴿٦٩﴾﴾ [الانبیاء] روایات میں آتا ہے کہ جب يَٰنَارُ کہا گیا تو اس وقت روئے زمین پر دنیا میں جتنی بھی آگ تھیں، وہ سب ٹھنڈی ہوگئیں ①۔

دوسری آزمائش اور اسماعیلؑ کی پیدائش

آپ عراق میں پیدا ہوئے، پھر شام تشریف لے گئے، قوم کی دشمنی کی وجہ سے وطن چھوڑنا پڑا۔ جب اللہ کے حکم سے وطن چھوڑ کر جانے لگے تو بادشاہ کو معلوم ہوا کہ یہ نکل گئے ہیں، تو آپ کو پکڑنے کے لیے آدمی بھیجے؛ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت فرمائی۔ شام گئے، وہاں حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کو کوئی اولاد نہیں ہوئی، دو بیویاں تھیں، پہلی بیوی حضرت سارہؓ، ان سے بھی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ اسی بیوی کے ساتھ جا رہے تھے، آزمائش کا شکار ہوئے، اور اللہ تعالیٰ نے اسی کے بعد حضرت ہاجرہؓ

① تفسیر البغوی:۳/ ۲۹۵، في تفسير هذه الآية

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

بھی عطا فرمائیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی: ﴿رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ ۝﴾ [الصّٰفّٰت] اے اللہ! مجھے نیک اولاد دے۔ باری تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ ۝﴾ [الصّٰفّٰت] ہم نے بردبار بچے کی بشارت سنائی۔ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔

تیسری آزمائش

جس وقت حضرت اسماعیل پیدا ہوئے اس وقت حضرت ابراہیمؑ کی عمر ۸۶ رسال تھی، اندازہ لگاؤ! چھیاسی سال کی عمر میں جب پہلا بچہ ہو، تو اس باپ کو اس بچے کے ساتھ کیسی محبت ہوگی؟ اس کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ کا حکم ہوا کہ آپ کو انھیں لے کر دوسری جگہ جانا ہے، ابھی یہ نہیں کہا کہ چھوڑ کر آنا ہے یا واپس بھی لانا ہے۔ کہاں جانا ہے؟ تو جبریلؑ آرہے ہیں، جبریلؑ کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا کہ ان کو لے جاؤ۔

حضرت جبریلؑ، حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام، حضرت ہاجرہؑ اور چھوٹے بچے اسماعیلؑ کو لے کر نکلے۔ جہاں کوئی سرسبز میدان آتا، حضرت ابراہیمؑ پوچھتے: یہاں؟ تو حضرت جبریلؑ کہتے: نہیں، آگے۔

چلتے چلتے وہاں پہنچے جہاں اِس وقت کعبہ ہے، وادیِ غیر ذی زرع۔ وادی اس جگہ کو کہتے ہیں جو دو پہاڑوں کے بیچ میں ہو، پہاڑوں کے بیچ کا ایسا میدان جہاں ایک تنکا بھی نہیں تھا، سبزہ کچھ نہیں۔ وہاں جب پہنچے تو حضرت جبریلؑ نے کہا: یہاں آپ کو رکنا ہے۔ وہاں صرف کعبہ کا نشان تھا، ٹیلہ تھا۔ ان کے پاس کھجور کا ایک تھیلا تھا، اور پانی کا

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ایک مشکیزہ تھا۔

چوتھی آزمائش

اب اللہ تعالیٰ کا حکم آیا کہ ان کو یہاں چھوڑو، اور نکلو، اب تک اللہ کا حکم نہیں آیا تھا کہ اِن کو یہاں چھوڑ کر آپ کو آنا ہے، اب وحی آئی کہ ان کو یہاں چھوڑ دو۔ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی تو اپنی بیوی سے بھی نہیں کہتے کہ اللہ کا یہ حکم آیا، بس اٹھ کر چل دئے، اسی حال میں حکم آتے ہی اٹھے اور چلنا شروع کر دیا۔

جب چلنے لگے تو حضرت ہاجرہؓ نے پوچھا: یہ کیا کر رہے ہیں؟، پیچھے پیچھے دوڑیں کہ آپ کہاں جا رہے ہیں؟ جواب ہی نہیں دے رہے ہیں، حضرت ہاجرہؓ پوچھ رہی ہیں کہ کہاں جا رہے ہیں؟ کہاں جا رہے ہیں؟، دو تین مرتبہ پوچھا، جب جواب نہیں دیا تو خود حضرت ہاجرہؓ کے دل میں خیال آیا، پوچھا: کیا اللہ کا حکم ہے؟ کہا: ہاں! اللہ کا حکم ہے۔ جب یہ جواب ملا، تو حضرت ہاجرہؓ نے فوراً کہا: إِذَنْ لَنْ يُضَيِّعَنَا: تب تو اللہ کبھی ہمیں برباد نہیں کرے گا①۔

دیکھو! ایک عورت کا ایمان!، کہاں چھوڑا تھا؟ وہاں کوئی انسان نہیں تھا، کوئی آبادی نہیں تھی، پرندہ نہیں، پانی نہیں تو پرندہ کہاں سے ہوگا؟ آج اگر سورت شہر میں ہمارا فلیٹ ہے اور اپنے بیوی بچوں کو چھوڑ کر کہیں جانا ہو، تو دل میں سو (۱۰۰) وسوسے آتے

① تفسير القرآن العزيز لابن أبي زَمَنِين المالكي ۲/ ۳۷۳، تحت هذه الآية ربنا إنك تعلم ما نخفي وما نعلن [ابراهيم:۳۸]

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ہیں کہ کیا ہوگا؟ ارے کیا ہوگا؟ یہ پینتالیس لاکھ کی اتنی بڑی آبادی اور اس میں اڈاجن پاٹیا کا اتنا بڑا علاقہ، اتنے بڑے بڑے اپارٹمنٹ، اور اس میں آپ کا فلیٹ جس بلڈنگ میں ہے، اس میں تو دوسرے اور پچاس فلیٹ ہیں، پھر بھی دل میں ہوتا ہے کہ میں بیوی بچوں کو اکیلے چھوڑ کر جا رہا ہوں۔

حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی کتنی بڑی قربانی تھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک! اللہ کا حکم تھا تو ان کو چھوڑ کر واپس آگئے؛ لیکن اللہ ہی کے حکم کی وجہ سے تھوڑے تھوڑے دنوں کے بعد ان کی خبر لینے کے لیے شام سے مکہ مکرمہ آتے تھے۔

بشارت خواب میں پائی کہ اٹھ ہمت کا ساماں کر

جب حضرت اسماعیل علیہ الصلوۃ والسلام بڑے ہوئے، ان کے ساتھ جب چلنے پھرنے کے قابل ہوئے تو پھر خواب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دکھلایا گیا کہ انھوں نے گویا حضرت اسماعیل علیہ الصلوۃ والسلام کو لٹایا اور ان پر چھری چلا رہے ہیں۔ ایک منظر (scene) خواب میں اس انداز کا دکھایا گیا۔ چوں کہ نبی کا خواب بھی وحی ہوتا ہے، پہلے دن دیکھا۔ دوسری مرتبہ دیکھا تو یقین ہوگیا تو اب ارادہ کرلیا کہ اس پر عمل کرنا ہے۔ لیکن اس سے پہلے خود ان کے سامنے اس کا ذکر مناسب معلوم ہوا۔

﴿فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ ٱلسَّعْيَ قَالَ يَٰبُنَيَّ إِنِّيٓ أَرَىٰ فِي ٱلْمَنَامِ أَنِّيٓ أَذْبَحُكَ فَٱنظُرْ مَاذَا تَرَىٰ﴾ [الصّٰفّٰت: ۱۰۲] حضرت اسماعیل علیہ الصلوۃ والسلام جب اپنے ابا کے ساتھ چلنے پھرنے کے لائق عمر کو پہنچ گئے، تو حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام نے کہا: بیٹا! میں

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تم کو ذبح کر رہا ہوں۔ گویا ایک منظر دیکھا، ذبح کر نہیں دیا، ذبح کر رہا ہوں، چھری چلا رہا ہوں، ایسا میں نے دیکھا، حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام نے ان کے سامنے صرف خواب کا تذکرہ کیا، معلوم کرنا چاہا۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام بیٹے کا بھی امتحان لینا چاہتے تھے کہ ان کا کیا خیال ہے؟، یہ نہیں کہ وہ ہاں کہے تو ذبح کریں گے، ورنہ نہیں۔ وہ بھی تو ان کا بیٹا تھا!، کیا کہا؟ ﴿يَٰٓأَبَتِ ٱفۡعَلۡ مَا تُؤۡمَرُ﴾ [الصّٰفّٰت۱۰۲] اے ابا جان! اللہ کی طرف سے آپ کو جو حکم دیا گیا ہے اسے کر گزریے۔

حضرت اسماعیلؑ کی بے مثال اطاعت

ابراہیمؑ تو کہہ رہے ہیں کہ خواب دیکھا، اسماعیلؑ کہہ رہے ہیں کہ جو حکم دیا گیا۔ یہ نہیں کہا کہ ابا جان! آپ نے تو خواب دیکھا ہے، خواب وخیال کا کیا اعتبار؟ محض اس خواب کی بنیاد پر آپ اپنے اتنے لاڈلے بیٹے کو ذبح کر دیں گے!! اللہ نے اتنی عمر میں آپ کو اولاد دی، آپ ذبح کرنے کے لیے تیار ہو گئے!، کچھ نہیں!، اپنی آمادگی ظاہر کی۔

پئے تعمیل چل نکلا خدا کا پاک پیغمبر

چناں چہ وہ ذبح کرنے کے لیے منیٰ کے میدان میں لے گئے، لٹایا، اور چھری چلانا شروع کیا؛ لیکن چھری کام نہیں کر رہی ہے۔ اسی موقع پر اللہ تعالیٰ نے جنت سے مینڈھا بھیجا اور حضرت اسماعیل علیہ الصلوۃ والسلام کی جگہ اس کو ذبح کرنے کا حکم دیا، وہ چھری چلاتے تھے؛ لیکن اس نے کام نہیں کیا، اسی پر اللہ کی طرف سے انعام دیا گیا:

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

﴿قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا﴾ [الصٰفٰت:۱۰۵] خواب میں یہ نہیں دیکھا تھا کہ حضرت اسماعیل علیہ الصلوۃ والسلام ذبح کردئے گئے، خواب میں تو اتنا ہی دیکھا تھا کہ ان پر چھری چلا رہے ہیں، خواب میں جو منظر تھا، اتنا ہو بہ ہو بیداری میں آگیا۔ خواب سچا ہے، آگے اس میں ذبح ہونے کا تذکرہ نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کو جو امتحان لینا تھا، وہ ہو گیا۔ اسی کی یاد میں ہم پر قربانی واجب ہوئی ہے۔

ہمیں غیرت آنی چاہیے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر سال قربانی کرتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو مینڈھے ذبح کیے، چتکبرے، سینگ والے۔ ایک اپنی طرف سے، اور ایک اپنی امت کے لوگوں کی طرف سے(۱)۔

ذرا ہمیں بھی غیرت آنی چاہیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ہماری طرف سے قربانی کریں، اور ہم طاقت ہونے کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے قربانی نہ کریں!۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ہر سال قربانی کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے جن کو وسعت دی ہے، ان کو تو چاہیے کہ وہ اپنی قربانی کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے بھی قربانی کا اہتمام کریں۔

قربانی کے جانور کی خدمت اور حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ

قربانی کے جانور کی خوب خدمت ہونی چاہیے۔ بخاری شریف میں ہے کہ

(۱) السنن الکبری للبیهقي، كِتَابُ الضَّحَايَا، باب الرجل يضحي عن نفسه إلخ، ر:۱۹۰٤۹

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنی قربانی کے جانوروں کی اتنی خدمت کرتے تھے کہ ان کو خوب فربہ بناتے تھے، اور ایسا جانور ہی پسندیدہ قرار دیا گیا ہے، ہمارے بزرگوں کے یہاں اس کا اہتمام ہوتا تھا۔

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ہمارے حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سنایا کہ گائے کی قربانی کرتے تھے، تو اس گائے کو اپنے پاس بٹھا کر کھلاتے تھے اور روزانہ اس کو دودھ جلیبی کھلاتے تھے، جب مدرسے میں پڑھانے کے لیے جاتے تو وہ گائے ساتھ ساتھ آتی تھی، آپ درس گاہ میں جاتے، وہ باہر بیٹھی رہتی، پڑھا کر نکلتے، پھر ساتھ میں آتی اور گھر جاتی۔ عید کے دن جب قربانی کا وقت آتا تو روتے جاتے، آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے اور اس کو ذبح کرتے۔ گائے کے ساتھ ایسا تعلق ہو جاتا۔

اور پھر اسی دن آئندہ سال کے لیے دوسری خریدتے، اور سال بھر اس کی خدمت کرتے۔ ہم تو آدھے گھنٹے کے لیے بھی خدمت کے لیے تیار نہیں، دوسرے کے گھر بندھوا دیتے ہیں اور چارے کے نام سے دو تنکے بھی ڈالنے کے روادار نہیں ہوتے۔ خیر! اللہ تعالیٰ اس قربانی کو قبول کرے۔

اس عشرے کا استقبال

اِس عشرے کا استقبال کون سے عمل سے کریں؟ تو علماء نے لکھا ہے کہ توبہ اور استغفار سے کریں، پہلا کام یہ کہ صلاۃ التوبہ پڑھ کر اپنے گناہوں سے معافی مانگ کر اس عشرے کے اعمالِ صالحہ کو انجام دینے لیے اپنے آپ کو پاک وصاف کرلیں۔ ہم

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/

ظاہری طور پر تو غسل کر کے دھلے ہوئے کپڑے پہن لیتے ہیں؛ لیکن اندر کے میل کو دور کرنے کی طرف دھیان نہیں جاتا۔ حالاں کہ پہلا کام وہ کرنا چاہیے۔

تکبیرِ تشریق کا حکم

اس کے علاوہ تکبیرِ تشریق کا ورد بھی ان دنوں کا خاص عمل ہے، تکبیرِ تشریق یہ ہے: اللّٰہُ أَکْبَرُ اللّٰہُ أَکْبَرُ، لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ أَکْبَرُ، اللّٰہُ أَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ. یہ نویں ذی الحجہ کے فجر سے تیرہویں ذی الحجہ کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد پڑھنا ہر ایک پر واجب ہے، عید کی نماز کے بعد بھی اس کو پڑھنا چاہیے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے، آپ کو سب کو ان باتوں پر عمل کی توفیق اور سعادت عطا فرمائے، آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

Copyright © http://www.muftiahmedkhanpuri.com/